1

# دعائیں کرو تا وہ روک جلد دُور ہو جو تمہاری کامیابی کی راہ میں حائل ہے اور جو برکات اس کے پیچھے مجھے نظر آ رہی ہیں وہ جلد تر قریب آ جائیں

(فرمودہ 14 جنوری 1949ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جیسا کہ احباب کو معلوم ہے مجھے آجکل دردِ نقرس کا دَورہ ہے۔ پاؤں کی تکلیف میں اب آگے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ جب یہ درد اپنے زوروں پر ہوتا ہے اُس وقت تو پَیر چارپائی سے بھی نیچے نہیں اُتارا جاتا بلکہ چارپائی سے نیچے اُتارنا تو الگ رہا چارپائی سے نیچے لٹکایا بھی نہیں جاتا۔ اِس دفعہ درد کی وہ شدت تو نہیں تھی جو پہلے ہوا کرتی تھی صرف اِتنا تھا کہ میں چل پھر نہیں سکتا تھا۔ بہرحال اِس ورم میں اب افاقہ ہے لیکن پاؤں میں کسی قدر یورک ایسڈ (URIC ACID) موجود ہے جس کی وجہ سے چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پاؤں کے نیچے کنکری آجاتی ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ میں دردِ نقرس کے دَورہ کے درمیان میں جب خطبہ کے لیے آتا ہوں تو درد بڑھ جاتا ہے۔ آج بھی مجھے یہی ڈر تھا کہ جمعہ میں آنے کی وجہ سے درد کہیں بڑھ نہ جائے۔ مگر چونکہ میں

پچھلا جمعہ نہیں پڑھا سکا تھا اِس لیے میں نے خیال کیا کہ خطبہ کے لیے چلا جاؤں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ چندمنٹ کے لیے بول لینا، زیادہ نہ بولنا تا درد زیادہ نہ ہو جائے۔ اِس لیے میں آ گیا تا جمعہ کا خطبہ کرسکوں اور اِس طرح ثواب سے محروم نہ رہوں۔

میں جماعت کے احباب کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جماعتوں پر بعض دن نازک آیا کرتے ہیں اور بعض دن راحت کے آیا کرتے ہیں۔ جس طرح کبھی دن لمبے ہوتے ہیں اور کبھی راتیں لمبی ہوتی ہیں، کبھی صحت کے ایام آ جاتے ہیں اور کبھی بیماری کے ایام آ جاتے ہیں اِسی طرح ہمارے لیے بھی یہ دن کچھ نازک دن ہیں۔ قطع نظر اُس ابتلاء کے جو مشرقی پنجاب میں تمام مسلمانوں پر آیا، اَور بھی بعض باتیں ہیں جن کا اظہار کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ بہرحال ہمارے لیے کچھ ابتلاء کے دن ہیں اور ان ابتلاؤں کی کنجی اور اصلاح محض اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی ان ابتلاؤں کو دور کرسکتا ہے اور وہی اس کے بداثر سے ہمیں محفوظ رکھ سکتا ہے۔ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ ان گھبرا دینے والے دنوں کے پیچھے ہمارے لیے کچھ برکتیں بھی کھڑی ہیں اور ان کے ذریعہ سے ہماری حالت کا کامیابی کی حالت سے بدل جانا، ہماری حالت کا ترقی کی حالت سے بدل جانا بہت ممکن ہے اور بہت حد تک اِس کی امید کی جاتی ہے۔

جیسا کہ میں احباب کو بتا چکا ہوں ہر رات کے بعد دن آتا ہے اور ہر دن کے بعد رات آتی ہے۔ رات چلی جاتی ہے تو دن آ جاتا ہے، دن چلا جاتا ہے تو رات آ جاتی ہے۔ جب تک رات چلی نہیں جائے گی دن آئے گا کس طرح؟ پس جس طرح مجھے وہ برکات نظر آ رہی ہیں جو ہماری موجودہ حالت کو کامیابی اور ترقی کی حالت سے بدل سکتی ہیں مجھے وہ خطرہ بھی نظر آتا ہے جو ہماری آئندہ ترقی کی ایک منزل کے درمیان واقع ہے۔ ایک منزل میں نے اِس لیے کہا ہے کہ ابھی ہماری جماعت کے اندر مطالعہ کی عادت بہت کم ہے۔ نہ قرآن کریم کے مطالعہ کی عادت ہے، نہ احادیث کے مطالعہ کی عادت ہے اور نہ ہی احباب روحانیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی بُری چیز کو دیکھتے ہیں، سُنتے ہیں یا اُس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ یوں سمجھتے ہیں کہ گویا ہم مر ہی گئے۔ اور جب کسی اچھی چیز کو دیکھتے ہیں، سُنتے ہیں یا اُس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ گویا اب ہمیں کسی قسم کا خطرہ ہی نہیں۔ حالانکہ قریباً اِنہی الفاظ میں قرآن کریم کہتا ہے

کہ ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔ کوئی رنج ایسا نہیں جس کے بعد خوشی نہ آئے اور نہ کوئی خوشی ایسی خوشی ہے جس کے بعد کوئی رنج نہ آئے۔ نہ کبھی تم یہ سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری بلائیں ہمیشہ کے لیے بلائیں ہی رہیں گی اور نہ کبھی تم یہ سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری خوشیاں ہمیشہ کے لیے چلی جائیں گی اور تمہیں کوئی دکھ اور تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ دنیا جدوجہد کی دنیا ہے، یہ دنیا سعی کی، عمل کی دنیا ہے۔ جب تک ہم اِس دنیا میں زندہ ہیں خواہ ہم آسمان کے ستارے ہی کیوں نہ بن جائیں اور خواہ ہم عالَمِ صغیر کی بجائے عالَمِ کبیر ہی کیوں نہ بن جائیں مختلف اوقات میں رنج و راحت کے اَدوار ہمارے ساتھ چلتے چلے جائیں گے۔ اگر ہمارے لیے راحت مقدر ہے تب بھی وہ راحت، رنج و مصیبت کے دَوروں میں سے گزرتی ہوئی چلی جائے گی۔ رنج کے دَور ضرور آئیں گے اور خوشی کے دَور بھی ضرور آئیں گے۔ مگر فرق صرف اِتنا ہوگا کہ اگر ہمارے لیے راحت مقدر ہوگی تو وہ رنج و مصیبت کے دَور سے اوپر ہوگی اور اگر ہمارے لیے رنج اور مصیبت مقدر ہوگی تو رنج اور مصیبت کا دَور ہماری راحت کے دَور سے نیچے ہوگا۔ مثلاً اگر ہمارے لیے موت مقدر ہو اور ہمارے سینکڑوں آدمی مر جائیں تو اُس کے بعد ہم پر ایسا دَور بھی ضرور آئے گا جب ہزاروں نئے آدمی جماعت میں داخل ہوں گے۔ اور پھر اگر ہم پر ایسا دَور آجاتا ہے جس میں ہمارے ہزاروں آدمی مر جاتے ہیں تو اس کے بعد ہم پر ایسا دَور بھی ضرور آئے گا جس میں لاکھوں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہوں گے۔ غرض اگر ہمارے لیے راحت اور زندگی مقدر ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے بعد ہم پر رنج اور موت کا دَور نہیں آئے گا۔ رنج اور موت کا دَور ضرور آئے گا مگر اس کے بعد جو راحت اور زندگی کا دَور آئے گا وہ ہمارے لیے اُس رنج اور موت کے دَور سے بہت زیادہ کامیابی کا دَور ہوگا۔ اِسی طرح ہمارے مقابلہ میں زید اور بکر پر بھی راحت اور زندگی کا دَور آتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ اُس راحت اور زندگی کے دَور کے بعد اُن پر جو رنج اور موت کا دَور آئے گا وہ زیادہ سخت ہوگا۔ اگر اس کے بعد پھر اُن پر راحت اور زندگی کا دَور آئے گا تو اُس کے بعد آنے والا رنج اور موت کا دَور اُن کے لیے اَور زیادہ سخت ہوگا۔ حتّٰی کہ اُن کا انجام تباہی ہوگا۔ ورنہ دنیا میں نہ کوئی آدمی ایسا پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا جس نے صرف غم ہی غم دیکھا ہو یا جس نے صرف راحت ہی راحت دیکھی ہو۔ اور نہ ایسی قوم پیدا ہوئی ہے اور نہ ہوگی جس نے صرف غم ہی غم دیکھا ہو یا صرف خوشی ہی خوشی

دیکھی ہو۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی کامیابی اور غم کے دَور آئے۔ جنگ بدر میں آپ باوجود تعداد میں کم ہونے کے اور جنگی سامان مہیا نہ ہونے کے کفار کے مقابلہ میں کامیاب رہے۔ لیکن جنگ اُحد میں آپ کے لیے اور آپ کے ساتھیوں کے لیے رنج اور مصیبت کا دَور آیا۔ اِسی طرح کفار کے لیے تباہی مقدر تھی۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ میں اُنہیں ایسی شکست ہوئی کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ لیکن جنگِ اُحد میں اُن پر خوشی اور راحت کا دَور آیا اور اُنہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہمارے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی ڈولوں کی طرح ہے۔ کبھی ڈول مسلمانوں کے ہاتھ میں آ جاتا ہے اور کبھی ہمارے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔1 یعنی اگر کل مسلمان کامیاب ہوئے تھے اور ہم نے شکست کھائی تھی تو آج ہم کامیاب ہوئے ہیں اور مسلمانوں نے شکست کھائی ہے۔ گویا ایک موقع پر اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر راحت اور خوشی کا دَور آیا تو دوسرے موقع پر آپ پر رنج اور غم کا دَور بھی آیا۔ اِسی طرح ایک موقع پر اگر کفار پر رنج اور غم کا دَور آیا تو دوسری جگہ پر اُن پر خوشی اور راحت کا دَور بھی آیا۔ دونوں پر دونوں دَور ہی آئے لیکن فرق اِتنا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو رنج اور غم کا دَور آیا اُس کے بعد راحت اور خوشی کا آنے والا دَور آپؐ کو پہلے دَور سے بہت زیادہ اونچا لے گیا لیکن کفار پر اُن کے رنج اور غم کے دَور کے بعد جو خوشی اور راحت کا دَور آیا وہ خوشی اور راحت اُتنی نہیں تھی جتنا کہ اُن کا رنج اور غم تھا۔ اور اس کے بعد رنج اور غم کا دوسرا دَور اُنہیں اُس سے بھی نیچے لے گیا۔ کفار کے لیے جنگِ اُحد، صلح حدیبیہ اور جنگِ احزاب کے شروع میں خوشی کا دَور آیا اور ان کے درمیان اَور بھی کئی خوشی کے مواقع آئے مگر اُس کے بعد اُن پر جو مصیبت کے دَور آئے وہ اُن خوشیوں کے دَوروں سے بہت زیادہ تھے اور اُنہوں نے کفار کو پہلے سے بھی زیادہ تباہی کے گڑھے میں گرا دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگِ اُحد، جنگِ احزاب کے شروع میں اور صلح حدیبیہ کے موقع پر رنج اور غم کے دَور آئے مگر اُن کے بعد جو راحت اور خوشی کے دَور آئے وہ آپ کو بہت زیادہ آگے لے جانے والے ثابت ہوئے۔

پس اگر ہمارے لیے خدا تعالیٰ نے کامیابی مقدر کی ہوئی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے

لیے کامیابی مقدر ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ ہماری راحت اور خوشی کا دَور ہمارے دکھ اور مصیبت کے دَور سے بہت بڑا ہوگا اور وہ ہمیں پہلے کی نسبت آگے ہی لے جائے گا۔ اور اِس کے بعد پھر اگر رنج اور غم کا کوئی دَور آیا تو وہ ہمیں اَور اوپر لے جائے گا۔ لیکن خوشی اور راحت کا ہر دَور جو آتا ہے وہ اپنے ساتھ رنج اور غم بھی لاتا ہے۔ محض اِس لیے کہ ہمارے لیے خوشی مقدر ہے ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیے۔ معلوم نہیں کہ اُس رنج اور غم کے دَور میں کون کون شکار ہو جائیں۔ جنگوں میں کئی شہید ہوتے ہیں اور کئی زخمی ہوتے ہیں، شاید اِس دَور میں کئی لوگ منافق ہو جائیں یا مرتد ہو جائیں یا وہ اُتنی قربانی نہ کر سکیں جتنی قربانی اُنہیں کرنی چاہیے تھی اور کئی لوگ برکتوں سے محروم ہو جائیں۔ اِس لیے صرف یہ بات کہ ہمارے لیے خوشی مقدر ہے ہمارے لیے اطمینان کا موجب نہیں ہوسکتی۔ باوجود اِس کے کہ ہمیں یہ یقین ہے کہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے وہ رنج اور غم کا دَور اپنی اہمیت کو نہیں کھوسکتا۔ اِس لیے میں احباب کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ آجکل دعاؤں پر خوب زور دیں تا خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے جو ابھی تک رُکا ہوا ہے۔ اور وہ برکتیں جلد ملیں جو ابھی تک ہم سے پوشیدہ ہیں۔ دہ دن جب آئے گا تو وہ تمام برکتیں جو ہمیں ملنے والی ہیں اور ابھی تک ہم سے پوشیدہ ہیں ظاہر ہوں گی۔ اور ہر ایک شخص محسوس کرنے لگے گا کہ ہمارا قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ اور وہ روک جو ہمارے رستہ میں حائل ہے ہٹ جائے گی۔ جیسے ستون کے پیچھے آدمی چُھپ جاتا ہے یا پہاڑ کے پیچھے جو نظارہ ہوتا ہے نظر نہیں آتا اُسی طرح وہ ستون اور وہ پہاڑ جو ہماری کامیابی کے رستہ میں روک ہے ہٹ جائے گا۔

میں تفصیل کو بیان کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں لیکن میں ان علوم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولے ہیں یہ جانتا ہوں کہ یہ ابتلاء کا دَور جو آرہا ہے خواہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد آنے والی خوشی جو ہمارے لیے مقدر ہے اس سے بھی بڑی ہوگی۔ اور وہ اِتنی بڑی ہوگی کہ اگر وہ تم میں سے کسی پر ظاہر ہو جائے تو ہنستے ہنستے اُس کی جان نکل جائے یا روتے روتے اُس کی جان نکل جائے۔ تمہیں یہ غیب معلوم نہیں۔ تم موجودہ حالات کو اور آئندہ کے آثار کو معمولی حادثات سمجھتے ہو لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ کتنے اہم ہیں۔ تم زنجیر کو نہیں دیکھتے کڑی کو دیکھتے ہو اور کڑی دل پر اُتنا اثر نہیں کرتی جتنا اثر زنجیر کرتی ہے۔ زنجیر موجود ہے مگر اُسے میں ہی جانتا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے

اِس کا علم کھولا ہے۔ یا وہ لوگ جانتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اِس کا علم دیا ہے۔ تم ہر کڑی میں سے گزرتے ہوئے صرف اُس کڑی کی طرف دیکھتے ہو۔ اگر وہ کڑی دکھ کی ہوتی ہے تو تم دکھ محسوس کرتے ہو۔ اور اگر وہ خوشی کی ہوتی ہے تو تم خوشی محسوس کرتے ہو اور اگر وہ کڑی پردۂ غیب کی ہوتی ہے تو تم کچھ بھی محسوس نہیں کرتے۔ جیسے لکڑی دریا میں بہتی جاتی ہے اور وہ اپنے دائیں بائیں کو نہیں دیکھتی۔ لیکن تم دعائیں کرو تا وہ روک جو تمہاری کامیابی کے رستہ میں حائل ہے دور ہو۔ اور اُس کے پیچھے جو برکات مجھے نظر آ رہی ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ جلد تر قریب لائے تا ہمارا قدم آگے کی طرف بڑھ کر ایک ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ دنیا ہمارے انجام کو اَور زیادہ دُور سے دیکھ سکے جس طرح کہ وہ اب دیکھ رہی ہے''۔ (الفضل 8 اپریل 1949ء)

1: بخاری کتاب بدء الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوحی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیه وسلم